حافظ محمد ابراہیم فانیؔ

خُلدِ بریں کا مُسافر

مولانا شیراجان شہید کی یاد میں چند آنسو !!

کچھ دن پہلے ہمارے ساتھی اور دارالعلوم حقانیہ کے ہونہار اور قابل فخر فرزند حضرت مولانا شیراجان شہید کی شہادت کی خبر قلب ودماغ پر برقِ خاطف بن کر گری۔ کیونکہ شہید موصوف یہاں دارالعلوم حقانیہ میں گو ہم سے بہت بعد میں آئے تھے۔ لیکن اپنی خوش اخلاقی اور خندہ روئی سے بہت جلد مادرِ علمی دارالعلوم حقانیہ کے پرانے طلباء اور دوسرے اساتذہ کے ساتھ گھل مل گئے۔ جب ان کی شہادت کی خبر پہنچی، تو دماغ کے پردہ پر ان کی تمام یادوں نے انگڑائی لی چشم تصور میں ان کا سراپا سامنے آیا۔ وہ حسین اور شباب سے بھرپور چہرہ۔ وہ شوخ اور طرار نظریں۔ حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت کا حسین امتزاج۔ محنتی اور اساتذہ کرام کا تابع فرمان دمطیع۔ کیا کیا اوصاف تھے۔ لیکن ان تمام خصوصیات کے باوصف جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت ان کے ہر بن مو سے یہ ولولہ ٹپکتا تھا۔ اور اسی جذبے کے تحت انہوں نے جب دورۂ موقوف علیہ پڑھا۔ تو فوراً وطن روانہ ہوئے۔ اور وہاں سرخ سامراج کے خلاف بر سر پیکار ہوئے۔ اور جاتے ہی وہاں لیلائے شہادت نے ان کے لئے آغوش محبت وا کیا۔ اور یوں چمنستانِ اسلام کی آبیاری کے لئے اپنے خون کا نذرانہ پیش کر کے اپنی جوانی نثار کر دی۔

پھر ایک رسالہ میں ان کی تصویر دیکھی۔ دیر تک اسی تصویر میں گم رہا۔ اور

؎ کل اس کی آنکھ نے کیا زندہ گفتگو کی تھی گمان تک نہ ہوا وہ بچھڑنے والا ہے

اسی تصویر سے متاثر ہو کر بندہ نے اپنے عزیز شہید ساتھی کو اپنے حقیر آنسوؤں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔

؎ نذر اشک بے قرار از من پذیر گریۂ بے اختیار از من پذیر

امید ہے اہل درد اور صاحبانِ دل حضرات اس سے محظوظ ہوں گے۔

یہ پُر جلال آنکھیں یہ پُر شکوہ چہرہ
عزم جواں کا پیکر، غیور، ضمیر والا۔
خاموش وساکت۔
جیسا کہ ایک مضبوط چٹان۔
ایک کوہِ پُر شکوہ۔
ایک مورتِ بے زباں
لیکن اے
اے جلیس انیس۔
اے صدیق شفیق
اے ہم نفس دیرینہ
تجھ کو خبر نہیں ہے کہ اس فرد کا سینہ۔
مرقد ہے حسرتوں کا امیدوں کا دفینہ۔
بازی لگائی جان کی ناموس قرآں پر۔
نازاں ہے جس پہ حضرت والائے مدینہ۔
ہاں! مولائے مدینہ۔
آقائے مدینہ۔

یہ بھی ایک عاشق ہے۔
لیکن عارض ورخسار کا نہیں۔
یہ بھی ایک طالب ہے۔
مگر کاکل وزلفِ گرہ دار کا نہیں۔
یہ بھی ایک مجنونِ شیدا ہے۔
یہ بھی ایک فرہاد کوہکن ہے۔
لیکن۔
نے عاشق لیلےٰ ہے نہ شیریں کا طلب گار۔
اس فرد کا اندازِ جنوں اور ہی کچھ ہے۔
تو پھر یہ کون ہے۔
وجیہ سراپا۔
اس کی جبین شکن آلود بھی ہے اور پُر بہار بھی۔
پُر سکون بھی ہے اور پُر وقار بھی۔
یہ فردوس بریں کا راہی
خلد بریں کا مسافر۔
اے شہید تجھ کو اک شاعر ناکارہ کا سلام۔
عظمت کو تیری فانیؔ بے چارہ کا سلام۔